۷۸۶
مدینہ
۹۲

النجدیت

بجواب

البریلویت

تصنیف:
شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی مدظلہ

ناشر: غوثیہ کتب خانہ
اردو بازار گوجرانوالہ

B

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب "البریلویت" کا مکمل رد اور مُسکت جواب

"النجدیت"

بجواب

"البریلویت"

(حصہ اوّل)

از قلم

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید رضوی ہزاروی

ناشر

غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار مغل مارکیٹ گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— التحدیث بجواب البریلویت
تالیف ——— مفتی محمد غلام فرید صاحب ہزاروی
صفحات ——— ۲۲۴
ہدیہ ——— Rs.
ناشر ——— محمد منور حسین چدھڑی
تعداد ——— ۱۰۰۰

ناشر
غوثیہ کتب خانہ - اردو بازار گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ
- مکتبہ نعمانیہ - اقبال روڈ سیالکوٹ
- مکتبہ قادریہ نظامیہ - اندرون لوہاری دروازہ لاہور
- شبیر برادرز - ۴۰- اے اردو بازار لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ - گنج بخش روڈ لاہور
- دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ - الشارع الجامعہ
۴۷۷ - اے ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

فہرست مضامین

لاہور

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	عرضِ مؤلف	۷
۲	سبب تالیف	۹
۳	عرضِ ناشر	۱۰
۴	انتساب	۱۱
۵	ابتدائیہ	۱۲
۶	تقدیم بجواب تقدیم	۲۰
۷	شعبہ تمدیح اہلحدیث کی شہادت	۲۹
۸	چیلنج فریدی	۳۰
۹	شرک کی تعریف	۳۳
۱۰	ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب پر کفر کے فتویٰ کی حقیقت	۴۰
۱۱	ابن تیمیہ کے باطل عقائد وتکفیر اور سبب تکفیر	۴۱
۱۲	اتحاد و اتفاق کی دعوت اور میدان سے فرار	۴۵
۱۳	المقدمہ بجواب المقدمہ	۴۸
۱۴	بریلوی مسلک نیا نہیں	۵۰
۱۵	زوردار چیلنج	۵۲
۱۶	قوالی کی حرمت پر ایک حوالہ	۵۴
۱۷	نذر کا حکم شرعی	۵۵

٨ - علیم سالم صاحب مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس فرقہ
کے مؤسس کے حالاتِ زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ انکی یہ تحریک علمی تھی نہ فکری اور نہ ہی
ادبی۔ انکی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریز کا استعمار کو فائدہ پہنچا۔ اس تحریک کے
علاوہ جو تحریک جو انگریز کے مفاد میں تھی وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تھی۔ دونوں
تحریکیں استعمار کے سائے میں پروان چڑھیں۔ جناب احمد رضا بریلوی کا وہابیوں کی
مخالفت کرنا ان پر کفر کا فتویٰ لگانا، جہاد کو حرام قرار دینا، تحریکِ خلافت اور تحریک ترک
موالات کی مخالفت کرنا۔ انگریز کے خلاف جدوجہد میں مصروف مسلم رہنماؤں کی تکفیر کرنا اور
اس قسم کی دوسری سرگرمیاں استعمار کی خدمت اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے تھیں۔

الجواب: اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد ملت نے وہابیوں کی مخالفت اور ان پر فتویٰ کفر
اس لئے نہیں لگایا کہ وہ انگریز کے مخالف ہیں۔ بلکہ آپ نے انکے کفریات اور کفری
کلمات کی بنا پر مخالفت کی ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اسی وجہ سے لگایا ہے کہ وہ گستاخِ
شانِ الوہیت اور گستاخِ شانِ رسالت ہیں اور یہ کفریات انکی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔
ان کے بعض اکابر نے اپنی کتابوں میں جو خرافات لکھی ہیں۔ انکی بنا پر ان کو کافر قرار دینا
بجائے خود کفر ہے۔ انکی کفری عبارات کی نشاندہی عنقریب اپنے موقع پر آئیگی انشاء اللہ
اور یہ بات باحوالہ ہم بتائینگے کہ اعلیٰحضرت نہیں بلکہ خود غیر مقلدین نام نہاد اہلحدیث کے
اکابر ہی انگریز کے حامی اور پورے پورے ایجنٹ تھے۔ اپنا جرم چھپانے کے لیے اعلیٰحضرت
کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اعلیٰحضرت نے تو ہمیشہ انگریز کی مخالفت کی ہے
اعلیٰحضرت اور تمام علماء اہلسنت حنفی بریلوی کے نزدیک جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک
اہم ترین فرض ہے۔ لیکن یہ چند شرائط سے مشروط ہے۔ اگر وہ شرائط موجود ہوں تو
جہاد ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور یہ شرائط بھی صرف اعلیٰحضرت نے از خود متعین نہیں فرمائیں۔
بلکہ جلیل القدر فقہاء اسلام نے لکھی ہیں۔ جیسا کہ مجتبیٰ شرح نقایہ، رد المحتار میں ہے۔

ھذا اذا غلب علی ظنہم انہم یکافئونہم والا فلا یباح قتالہم۔ یعنی یہ جہاد تب ہو
گا جب یہ غالب گمان ہو کہ انکا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر ان سے لڑنا حلال نہیں
ہے۔ (ملاحظہ ہو رسائل رضویہ ص۲۱ ج۲ مکتبہ رضویہ)
ظاہر ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس طاقت نہیں تھی۔ دوسری شرط جہاد کی یہ ہے
کہ سلطانِ اسلام موجود ہو۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں "مفلس پر اعانت مال نہیں، بے دست و پا
پر اعانت اعمال نہیں، ولہٰذا مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں" (ملاحظہ دوام العیش ص۱۶
مکتبہ رضویہ لاہور) اور سلطانِ اسلام کی شرط بھی مفقود تھی۔ ان شرائط جہاد کو نقل کرنے
کے بعد اور اعلیٰحضرت کی ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد ظہیر صاحب لکھتے ہیں "اسکے لئے مسلمانوں
میں مشہور ہو گیا کہ وہ انگریز کے ایجنٹ ہیں اور ان کے لیے کام کر رہے ہیں (البریلویہ ص۳۴)"

قارئینِ کرام: ان عبارات سے اعلیٰحضرت نے یہ ثابت کیا تھا کہ طاقت اور سلطانِ
اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں جہاد نہ فرض ہے نہ جائز۔ مگر یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ طاقت
ہونے اور سلطان اسلام کی موجودگی میں بھی جہاد فرض یا حلال نہیں ہے۔ مگر ان کے برعکس
غیر مقلدوں کے گرو اور انکے وکیل اول اور اگلی صفوں کے رہنما مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے رسالہ
(الاقتصاد ص۲۰) میں لکھتے ہیں۔ کہ ان دو نتیجوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔
اس زمانے میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے...... ہم جب کبھی بعض اخبارات
میں یہ خبر دیکھتے ہیں کہ سلطنت روم یا ریاست افغانستان وغیرہ نے جو اسلام سے جہاد کا
اشتہار دیا گیا ہے تو ہم کو سخت تعجب ہوتا ہے۔ اور اس خبر کا یقین نہیں آتا کہ اس وقت
روئے زمین پر امام کہاں ہیں۔ جن کی پناہ میں اور انکے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں...
... یہ خوف فریقین کا اس وقت بجا تھا جبکہ جہاد اسلام کا اصلی فرض ہوتا اور تقرر امام
کے سوا مسلمانوں کا اسلام صحیح یا کامل نہ ہوتا۔" (الاقتصاد فی مسائل الجہاد وکٹوریہ پریس لاہور
ص۲۰-۲۱۔ مؤلفہ محمد حسین بٹالوی) — اس عبارت سے واضح ذیل امور ثابت ہوتے ہیں

① ۔ چونکہ امام کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان میں نہ تو جہاد شرعی ضروری ہے اور نہ ہی یہ جائز ② ۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی حصے پر بھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ ③ ۔ جہاد اسلام کا فرض اصلی نہیں ہے۔ غور کریں۔ اعلیٰحضرت نے تو محض ایک شرعی حکم بیان کرنے کی غرض سے لکھا تھا۔ جو گذرا ہے۔ نہ تو یہ موقف تھا کہ قوت وطاقت ہونے کی صورت میں بھی جہاد فرض نہیں اور نہ ہی یہ موقف تھا کہ جہاد فرض اصلی نہیں ہے۔ وہ تو صرف یہ فرماتے تھے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس جہاد کی طاقت وقوت نہیں ہے۔ اسلئے ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر ادھر گستاخانِ رسول نے عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بدنام کرنے کی غرض سے بات کو بدل ڈالا اور فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ (الآیہ) کا مصداق بنا دیا۔ کیا محمد حسین بٹالوی نے اعلیٰحضرت سے بھی آگے بڑھ کر فیصلہ نہیں دے دیا۔ اعلیٰحضرت نے تو صرف ہندوستان کی بات کی ہے۔ مگر بٹالوی صاحب تو پوری دنیا کی بات کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں کسی بھی علاقہ میں جہاد نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بڑھ کر وہ جہاد کے فرض اصلی ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اگر اعلیٰحضرت کا مذکورہ بالا فتویٰ انگریز کی حمایت اور ہمدردی بن سکتا ہے تو پھر بٹالوی کا یہ فتویٰ تو بدرجہ اولیٰ انگریز کی حمایت وہمدردی قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیا عطیہ سالم صاحب انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہوئے بٹالوی کو بھی انگریز کا ایجنٹ قرار دینگے۔ کیا اخلاقی جرأت ہے کہ کم از کم دونوں کو مساوی قرار دیں۔ باقی تفصیلی جواب اس بات کا کہ اعلیٰحضرت نے جہاد کو حرام قرار دیا یا تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات وغیرہ کا انگریز کی حمایت میں کیا ہے۔ انشاء اللہ "البریلویۃ" کے اعتراضات کے جوابات میں دیا جائیگا اگر یہاں بھی دیا جائے پھر وہاں بھی دیا جائے تو مضمون کی طوالت کا خطرہ ہے۔

⑨ ۔ عطیہ سالم صاحب لکھتا ہے۔ کہ اس ضمن میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جناب

احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

الجواب: حقیقت واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام قادر نام کے دو شخص تھے۔ ایک وہ جو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے صرف ابتدائی کتابوں کے استاذ تھے۔ جو ابتداء میں بریلی شریف میں مقیم رہے بعد میں کلکتہ تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمالیا۔ ملاحظہ ہو۔

("حیات اعلیٰحضرت" از مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

جبکہ دوسرا شخص جسکا نام مرزا غلام قادر بیگ ہے۔ وہ دینا نگر کا ایک معزول تھانیدار تھا اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا تھا اور اسکی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور اعلیٰحضرت کے استاذ محترم مرزا غلام قادر بیگ کی عمر کہیں زیادہ تھی۔ یہ تو ۱۸۹۷ء میں بھی زندہ موجود تھے۔ گویا اسّی سال کی عمر میں بھی زندہ تھے۔ وہ ۵۵ سال کی عمر میں ۱۳۰۰ھ اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہو چکا تھا۔ جبکہ اعلیٰحضرت کے استاذ اسّی سال کی عمر میں ۱۳۱۴ھ اور ۱۸۹۷ء میں بھی حیات تھے۔ وہ قادیان کا ایک معزول تھانیدار تھا جبکہ یہ ایک مولوی اور مدرس تھے۔ اور انہوں نے ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ میں ایک استفتاء اعلیٰحضرت کی خدمت میں کلکتہ سے ارسال کیا۔ جسکے جواب میں اعلیٰحضرت نے تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین لکھی۔ یہ استفتاء فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطبوعہ مبارک پور انڈیا کے ص۳ پر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(حیات اعلیٰحضرت مؤلفہ مولانا ظفر الدین بہاری ص۳۲ ج۱)

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ کی شہادت

شعبۂ تاریخ احمدیت ربوہ سے دوست محمد شاہد صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج (سائنس) ٹھٹھہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ آپکے بھائی مرزا غلام قادر نے آپکے دعوائے مسیحیت (۱۸۹۱ء) سے آٹھ سال پہلے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔ ... آپ خود یا آپ کے کوئی بھائی بانس بریلی وارد ہوئے یا کلکتہ میں

مقیم نہیں رہے۔ ان شواہد سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ مرزا غلام قادر بیگ جو مرزا قادیانی کا بھائی تھا۔ وہ ہرگز اعلیٰحضرت کا اُستاذ نہیں تھا۔ یہ بات وہابیہ نجدیہ کی خرافات، بہتانات میں سے ہے۔ اور محض اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے کیلئے گھڑی گئی ہے۔

چیلنج فریدی

ہم عطیہ محمد سالم اور پاکستان کے تمام وہابیوں نجدیوں غیر مقلدوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرد میدان بنیں اور گھبرا کر کسی بھی عدالت میں اگر یہ بات ثابت کر دیں کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا استاذ وہ مرزا غلام قادر بیگ تھا۔ جو مرزا قادیانی کا بھائی تھا۔ اور یہ کہ اعلیٰحضرت مرزائیوں کے حامی اور ہمدرد تھے۔ اور یہ کہ انکو انگریزوں سے ہمدردی تھی۔ اور وہ انگریز کے ایجنٹ تھے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو بذریعہ عدالت عطیہ سالم یا ثاقب یا کوئی اور غیر مقلد دس ہزار روپے کا انعام حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ یا پھر غیر مقلدین ہمیں چیلنج کریں کہ ہم یہ ثابت کریں۔ عدالت میں کہ غیر مقلدین کے اکابر انگریز کے حامی اور اس کے ایجنٹ تھے۔ اور اس پر انعام رکھیں۔ ہماری طرح دس ہزار کا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ عدالت میں ثابت کریں گے۔ کہ غیر مقلدین کے اکابر انگریز سرکار کے ایجنٹ تھے اور انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیتے تھے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

(۱۰) ۔ انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا غیر منطقی بات نہیں (انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۹ ثاقب)

الجواب: اعلیٰحضرت اور علماء اہلسنت حنفی بریلوی کی مساعی جمیلہ کو انگریزی حامی تحریک قرار دینا اور اسکے پیچھے استعمار کے خفیہ ہاتھ کی بات کرنا اور اسکو منطقی تسلیم کرنا بعید از عقل قرار نہ دینا خباثت قلبی، بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ گذشتہ چیلنج کے بعد ہمیں مزید اس سلسلہ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں ہم اکابر دیوبند اور اکابر اہلحدیث کا انگریز کا ہمدرد حامی اور کامل و مکمل ایجنٹ ہونا انکی اپنی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت کریں گے۔ خود دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ کون حامی و ایجنٹ تھا؟

(۱۱) ۔ عطیہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس فرقہ کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیاء کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدائی اختیارات کے مالک اور نفع و نقصان پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ دنیا و آخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ (ترجمہ ثاقب ص)

الجواب: ۔ اولاً اس جماعت کو فرقہ قرار دینا ہی جہالت ہے۔ یہ فرقہ نہیں بلکہ جماعت ہے۔ جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں۔ پھر انکو افراط کا شکار قرار دینا ڈبل جہالت ہے۔ کیونکہ اگر خدائی اختیارات کے مالک کو مرکب اضافی مانا جائے جیسا کہ یہ امر واقعہ ہے۔ تو پھر اضافت، اضافتِ فرعی تو یقیناً نہیں ہے۔ پھر اضافت لامی ہوگی یا اضافت منّی ہوگی۔ اگر اضافت لامی مانی جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ بریلوی حضرات اولیاء اور مقربین بارگاہ خداوندی کے لئے بعینہ وہی اختیارات مانتے ہیں جو خدا کے ہیں۔ تو یہ عقیدہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہمارے اکابر کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کی کسی کتاب سے اسکو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہ خدائی اختیارات مستقل بالذات، قدیم، لافانی، غیر محدود ازلی، ابدی اور غیر متناہی ہیں اور ایسے اختیارات خدا کے غیر کے لئے ماننا شرک خالص و شرک جلی ہے اور کسی مخلوق چاہے وہ کتنی عظیم کیوں نہ ہو اسکی صفات ایسی ہرگز نہیں ہو سکتیں ہم